22630

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک تاجر نے 16 لاکھ روپے کا کپڑا خریدا تین مہینے بعد ان کو قیمت ادا کرنی تھی، ادائیگی کے وقت ان کے پاس پیسہ نہیں تھا اس لئے انھوں نے ایک تیسری پارٹی سے 16 لاکھ روپے دلوانے کا ارادہ کیا اور اس وقت یہ معاہدہ کیا کہ بیس روپے پر میٹر آپ کو منافع دیا جائے گا جو کل ڈیڑھ سے دو لاکھ کے درمیان رقم بنتی ہے۔ پھر اس کے بعد تاجر نے اس کپڑے کی پینٹس بنوالیں، ایک پینٹ بنانے پر 250 روپے مزید خرچ آیا جس سے ایک پینٹ کی کل لاگت 550 روپے ہوگئی۔ اب وہ اس پینٹ کو جس کی لاگت 550 روپے کو 650 روپے میں سو روپے منافع کے ساتھ بیچنا چاہتا ہے۔

(1) کیا مذکورہ بالا نفع رکھ کر سامان آگے فروخت کرنا جائز ہے؟

(2) کیا مذکورہ بالا طریقہ سے میرے لئے نفع کی شرح متعین کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر نا جائز ہے تو کیا میں باہمی رضامندی سے اسے اپنے کاروبار کے اس دورانیہ میں شریک کر سکتا ہوں؟ اس صورت میں نفع کی تقسیم کا طریقہ کار کیا ہوگا؟ نفع اور نقصان کی شرح کس طور پر رکھی جائے؟ اگر میں نفع میں اپنے لئے زیادہ حصہ متعین کروں اور شریک کے لئے کم متعین کروں تو کیا یہ جائز ہے؟ کیوں کہ پارٹنر کی صرف رقم ہوگی اور کوئی محنت نہیں، جبکہ میں (تاجر) نے رقم بھی لگائی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ میری محنت بھی ہے، کارخانہ بھی میرا ہے، گودام بھی میرا استعمال ہوگا، اور ورکرز (کام کرنے والوں) کو تنخواہ بھی میں دوں گا، بجلی کا بل وغیرہ تمام اخراجات میں ہی برداشت کروں گا؟

(3) ہمارے کل سرمایہ میں تقریباً آدھا مال میرا ہے اور آدھا مال وہ ہے جو میں نے تیسری پارٹی سے لیا ہے، اگر میں اس شخص کو اپنے ساتھ شریک کروں اور خدانخواستہ کاروبار میں نقصان ہوتا ہے تو وہ نقصان بھی اُسی فیصدی حصے کے مطابق تقسیم کرنا لازمی ہے جس سے ہم نفع تقسیم کریں گے؟ یا اس کے لئے کوئی الگ طریقہ کار ہوگا؟ براہِ کرم بیان فرمادیں۔

(4) جناب مفتی صاحب اگر کوئی اس طرح طریقہ ہو کہ میرے پارٹنر کو ڈیڑھ سے دو لاکھ روپے منافع مل جائے تو وہ صورت براہ کرم بیان فرمادیں۔

سائل: طلحہ عبداللہ
ماڑی پور کراچی
0333-5503262

(جواب منسلک ہے)

دار الافتاء 17/295

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداًومصلیاً

(۲،۱)۔۔۔مذکورہ طریقے پر یعنی جس پینٹ کی لاگت ۵۵۰ روپے ہے، اسکو ۶۵۰ میں آگے سو روپے منافع کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہے۔

صورتِ مسئولہ میں آپ کا اور تیسرے شخص کا اس طرح معاہدہ کرنا ''کہ بیس روپے پر میٹر ان کو نفع دیا جائے گا جس کی لاگت ڈیڑھ لاکھ روپے بنتی ہے'' سود ہونے کی وجہ سے جائز نہیں، بلکہ اس کے جواز کے لئے شرکت کی یہ صورت اختیار کی جاسکتی ہے کہ آپ دونوں میں سے ہر ایک کا رأس المال معلوم ہو اور مذکورہ صورت میں چونکہ آپ نقدی کے بجائے اپنا سامانِ تجارت ملا کر شریک ہونا چاہتے ہیں، جیسا کہ سوال میں مذکورہ صورتحال ہے۔ تو اس کا طریقہ یہ کہ آپ تیسرے شخص ''شریک'' کو اپنے سامان میں سے کچھ حصہ پیسوں کے بدلے یا اپنے سامان کا ایک حصہ اس کے سامان کے کچھ حصہ کے عوض بیچ دیں۔ جس کے بعد آپ دونوں اس سامان اور ان پیسوں میں اپنے اپنے حصہ کے تناسب سے شریک ہوں گے۔ اس کے بعد نفع میں سے ہر شریک کو ملنے والا حصہ فیصد کے اعتبار سے متعیّن کر کے شرکتِ عقد کریں، اور آپ اپنے لئے زیادہ نفع کی شرح باہمی رضامندی سے طے کر سکتے ہیں، البتہ نقصان کی صورت میں نقصان ہر شریک کے سرمایہ کے تناسب سے تقسیم کیا جائے گا۔

نیز کاروبار کے اخراجات (گوادام وغیرہ کے کرایہ) کے بارے میں اگر آپ یہ طے کرنا چاہتے ہیں کہ کارخانہ گودام وغیرہ کا کرایہ آپ نہیں لیں گے بلکہ اسکے بدلے نفع میں اپنے لئے کچھ زیادہ حصہ رکھنا چاہتے ہیں، تو اس طرح بھی کیا جاسکتا ہے اور پھر اسی معاہدے کے مطابق کاروبار کے ختم ہونے تک عمل کرنا ضروری ہوگا۔

(۳)۔۔۔کاروبار میں نقصان کی صورت میں نقصان شرکاء پر انکے اموال کے بقدر تقسیم ہوگا (یعنی اگر مال آدھا آدھا ہے، تو نقصان بھی آدھا آدھا برداشت کرنا ہوگا)۔

(۴)۔۔۔مذکورہ صورت میں اگر باہمی رضامندی سے شرکت کا معاملہ نہ کرنا چاہیں تو

الف: آپ دونوں اس سودی معاملے کو بالکل ختم کر دیں، اور سولہ لاکھ روپے جو آپ نے قرض لئے ہیں، اس شخص کو سود کے بغیر واپس کر دیں۔

ب: یا سولہ لاکھ روپے کے بدلے اس شخص کو کچھ مال فروخت کر دیں (جیسا کہ نمبر ۲ میں بیان کیا گیا ہے) اور اس شخص یا اس کے وکیل کی جانب سے قبضہ کے بعد آپ اس کی طرف سے وکیل بن کر وہ

(جاری ہے۔۔۔)

دار الافتاء

مال فروخت کر دیں۔ اوراس کی قیمت مع نفع اس شخص کو دیں۔ مذکورہ صورت میں جو شخص اس تیسرے شخص کی طرف سے وکیل بن کر اس کے لئے مذکورہ خدمت انجام دے گا، اس کی خدمت کا طے شدہ معاوضہ اس تیسرے شخص کو ادا کرنا ہو گا۔ ہاں اگر وکیل بطورِ تبرع یہ خدمت انجام دے، تو اس صورت میں معاوضہ ادا کرنا لازم نہیں ہو گا۔

المجلة (1 / 255)

مادة 1332 :الشركة سواء كانت مفاوضة 1331 و 1356 1364 أو عنانا 1365 و 1335 إما شركة أموال 1338 1344 وإما شركة أعمال 1385 1398 وإما شركة وجوه 1399 1403فإذا عقد الشركاء الشركة على رأس مال 1057 معلوم من كل واحد مقدار معين على أن يعملوا جميعا أو كل على حدة أو مطلقا 64 وما يحصل من الربح 1058 يقسم بينهم فتكون شركة أموال

درر الحكام شرح مجلة الاحكام للعلامة على حيدرة(3 / 371)

بيان الشروط الخاصة بشركة الأموال) الشروط الخاصة بشركة الأموال سواء كانت شركة الأموال شركة مفاوضة أو شركة عنان هي ثلاثة : 1 - الشرائط التي تعود على المعقود عليه , وهي أن يكون المعقود عليه قابلا للشركة . انظر المادة (1333) وشرحها 2 - الشرائط التي تعود على رأس المال , وهي أن يكون رأس المال من قبيل النقود وأن يكون عينا. وكذافى تكملة حاشية رد المحتار(416/2)

الفتاوى الهندية (2 / 306)

أما العلم بمقدار رأس المال وقت العقد فليس بشرط عندنا كذا في البدائع،ولا

يشترط تسليم المالين ولا خلطهما كذا في خزانة المفتين.

الفتاوى الهندية (2 / 332) الشركة الفاسدة وهي التي فاتها شرط من شرائط الصحة كذا في البدائع

بدائع الصنائع - (6 / 59)

ومنها أن يكون الربح معلوم القدر فإن كان مجهولا تفسد الشركة لأن الربح هو المعقود عليه وجهالته توجب فساد العقد كما في البيع والإجارة ومنها أن يكون الربح جزءا شائعا في الجملة لا معينا فإن عينا عشرة أو مائة أو نحو ذلك كانت الشركة فاسدة لأن العقد يقتضي تحقق الشركة في الربح والتعيين يقطع الشركة لجواز أن لا يحصل من الربح إلا القدر المعين لأحدهما فلا يتحقق الشركة في الربح.

بدائع الصنائع - (6 / 59)

(جاری ہے۔۔۔)

منها أن يكون رأس المال من الأثمان المطلقة وهي التي لا تتعين بالتعيين في المفاوضات على كل حال وهي الدراهم والدنانير عنانا كانت الشركة أو مفاوضة عند عامة العلماء فلا تصح الشركة في العروض---------- والحيلة في جواز الشركة في العروض وكل ما يتعين بالتعيين أن يبيع كل واحد منهما نصف ماله بنصف مال صاحبه حتى يصير مال كل واحد منهما نصفين وتحصل شركة ملك بينهما ثم يعقدان بعد ذلك عقد الشركة فتجوز بلا خلاف ، ولو كان من أحدهما دراهم ومن الآخر عروض فالحيلة في جوازه أن يبيع صاحب العروض نصف عرضه بنصف دراهم صاحبه ويتقابضا ويخلطا جميعا حتى تصير الدراهم بينهما والعروض بينهما ثم يعقدان عليهما عقد الشركة فيجوز.........

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۱۲/۲۹۵
مورخہ ۱۴۴۰/۱۱/۲۵ھ
۲۰۱۹/۷/۲۹ء

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

فیاض
فیاض علی سواتی
غفرلہ ولوالدیہ
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۱۴/ذوالقعدہ/1440ھ
18/جولائی/2019ء

الجواب صحیح
نائب مفتی دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۲۱/ذوالقعدہ/1440ھ
۲۵/جولائی/2019ء

الجواب صحیح
بندہ محمود اشرف عفا اللہ عنہ
مفتی دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۲۱/ذوالقعدہ/1440ھ
25/جولائی/2019ء

مفتی

نائب مفتی

الجواب صحیح
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۱۴/ذوالقعدہ/1440ھ
18/جولائی/2019ء

الجواب صحیح
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۲۱/ذوالقعدہ/1440ھ
25/جولائی/2019ء

الجواب صحیح
۲۴/۱۱/۱۴۴۰ھ

(جاری ہے---)